قرآن پاک میں دہشت گردی کی مذمت

ڈاکٹر محمد اسرائیل خان

اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی آف پونچھ

ہمارا ملک پاکستان جو کہ لا الہ الله محمد رسول الله کی بنیاد پر قائم ہوا تھا جس کو خالص مسلمانوں کی ریاست قرار دیا گیا تھا اور قرآنی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے ایک تجربہ گاہ کے طور پر معرض وجود میں لایا گیا تھا۔ بدقسمتی سے شدید دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ آج پاکستان کا شہری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے جاتا ہے دہشت گردی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لوگ مساجد میں بھی خوف محسوس کرتے ہیں۔ بے شمار جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ بڑی تعداد میں حکومتی اہلکار بھی جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ ہم نے قرآن کریم کی صرف پانچ آیات کا انتخاب کیا ہے جس میں فساد فی الارض یعنی زمین میں فساد برپا کرنے کی مذمت کی گئی ہے اور یہی فساد فی الارض دراصل دہشت گردی ہے۔

آیات ۱،۲:

و اذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون ○ الا انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون○ (۱)

ترجمہ: اور جب کہا جائے انہیں کہ مت فساد پھیلاؤ زمین میں تو کہتے ہیں ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں خبردار وہی لوگ فسادی ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ (۲)

اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہ الازہری رقمطراز ہیں۔

اس آیت میں ان کے دلوں کے بیمار ہونے کی دلیل پیش کی جا رہی ہے وہ دن رات فتنہ اور فساد پھیلانے اور حق کی شمع کو بجھانے میں مصروف ہیں۔ اگر ان کی فتنہ پردازیوں کی طرف توجہ دلا کر انہیں باز رہنے کو کہا جاتا ہے تو الٹا گھورتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہمیں فسادی کہتے ہیں ہم ہی تو امن و اصلاح کے لیے ہر وقت کوشش کر رہے ہیں۔ اگر جو شخص فساد پھیلانے اور حق کا چراغ گل کرنے کو اصلاح کہنے پر مصر ہوں تو اسے بیمار نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔ اب اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالئے جتنے نئے نئے فرقے اور مذہب جنم لے رہے ہیں ان کے بانی دین کی اصلاح اور قوم کی فلاح کا دعوٰی کرتے ہیں لیکن ان کی فتنہ پردازیاں آئے روز جو گل کھلا رہی ہیں ان کے باعث تو قوم کا ذہنی اتحاد بھی پاش پاش ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ

تعالیٰ ان نادان دوستوں یا دانا دشمنوں کے مکر وفریب سے امت کو بچائے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم ان کو پہچان سکیں۔(۳)

حالانکہ یہ الفاظ موجودہ دہشت گردی کی لہر سے بہت پہلے کے ہیں لیکن قرآنی آیات اور تفسیر کا ہر ہر لفظ آنے والے اس فتنے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ دہشت گردوں کو بتایا جاتا ہے اور انہیں ذہنی طور پر تیار کیا جاتا ہے کہ یہ جنت کا راستہ ہے تم اس پر قربانی دے دو۔

علامہ غلام رسول سعیدی اپنی تفسیر تبیان القرآن میں رقمطراز ہیں۔

منافقین کا فساد یہ تھا کہ وہ کفار سے تعاون کر کے مسلمانوں کے راز ان پر ظاہر کر کے جنگ کی آگ بھڑکاتے تھے اور فتنوں کو جھکاتے تھے کیونکہ جنگ کے نتیجے میں زمین پر لہلہاتے ہوئے کھیت اجڑ جاتے تھے۔ مال مویشی ہلاک ہو جاتے تھے انسانوں کا قتل ہوتا۔ یا ان کا فساد یہ تھا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے شریعت کا استہزا کرتے تھے اس کے نتیجے میں زمین پر خونریزی ہوتی تھی اور فتنہ اور فساد ہوتا تھا چونکہ منافقین کے دلوں میں بیماری تھی وہ اپنے فتنہ اور فساد کو اصلاح اور اپنی شرانگیزی کو کار خیر گمان کرتے تھے۔(۴)

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ دہشت گرد مساجد، ہسپتالوں اور شہروں میں خودکش دھماکے کر کے اسلام کی بھلائی سمجھتے ہیں جو درحقیقت ان کے دل کی بیماری کے اثرات ہیں۔

مفتی احمد یار نعیمی رقمطراز ہیں:

یہ مومن اور کافر دونوں کو راضی رکھتے ہیں کہ ہم پالیسی دان ہیں صلح کل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صلح کل فساد کی جڑ ہے سونا خالص ہی اور مومن خالص ہی اچھا۔(۵)

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری رقمطراز ہیں:

فتنہ وفساد برپا کرنے والے کبھی اپنے عمل کو فتنہ وفساد نہیں سمجھتے بلکہ اسے اصلاح اور جہاد کا نام دیتے ہیں اس لیے وہ بزعم خویش معاشرے میں خیر وصلاح لانے کے نام پر ظلم وسفاکی کی ساری کاروائیاں کرتے ہیں۔ آج یہی المیہ ہے دہشت گردی، قتل و غارت گری، فساد انگیزی کے مرتکب لوگ مجرمانہ، باغیانہ، ظالمانہ، سفاکانہ اور کافرانہ کاروائیوں کو ملکی مفاد کے دفاع، اسلام کی حفاظت اور غیر ملکی جارحیت کے خلاف ردعمل کے عنوانات کا جامہ ہائے جواز پہناتے ہیں۔ (٦)

مفتی محمد شفیع معروف تفسیر معارف القران میں اس کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں:

چوتھی اور پانچویں آیت میں مخالفین کا یہ مغالطہ مذکور ہے کہ فساد کو اصلاح سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو مصلح کہتے تھے۔ قرآن کریم نے واضح کیا کہ فساد اور اصلاح زبانی دعوؤں پر دائر نہیں ہوتے ورنہ کوئی چور ڈاکو بھی اپنے آپ کو مفسد کہنے کو تیار نہیں بلکہ مدار اس کام پر ہے جو کیا جا رہا ہے فساد کرنے والے کو مفسد ہی کہا جاتا ہے خواہ اس کی نیت فساد کی نہ ہو۔(۷)

کچھ لوگ کانٹے بچھا کر ان کو پھول سمجھیں تو وہ پھول نہیں ہو سکتے۔خون خرابہ کر کے، قتل و غارت گری کر کے دہشت گردی، بم دھماکے کر کے سینکڑوں کو لقمہ اجل بنا کے کہیں ہم اسلام کے مجاہد ہیں تو یہ کام تو حضورﷺ کے دور کے منافقین نے بھی کیا۔

دوسرے مقام پر مفتی صاحب اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ زمین میں فتنہ فساد جن چیزوں سے پھیلتا ہے ان میں کچھ تو ایسی چیزیں ہیں جن کو ہر شخص فتنہ فساد سمجھتا ہے جیسے قتل و غارت گری، چوری، دھوکہ، فریب، اغواء، بدکاری وغیرہ ہر سمجھدار آدمی ان کو شر اور فساد سمجھتا ہے۔(۸)

(لا تفسدوا) والفساد عن حالة الاعتدال ولاسقامة ولفيضه الصلاح والمعنى لاتفعلوا مايوء دى الى الفساد ٥

ترجمہ: فساد نہ کرو فساد اعتدال اور استقامت کو بدلنے کا نام ہے اور صلح کا الٹ ہے۔اس کا معنی ہے فساد برپا کرنے کے لیے کام نہ کرو۔(۹)

یعنی اس کام سے بچنا جس سے فساد برپا ہو۔

فساد فسد سے ہے جس کا مطلب ہے چیزوں کے توازن کو خراب کرنا۔یوں فساد امن کو بدامنی اور آرڈر کو ڈس آرڈر میں بدل کر رکھ دیتا ہے۔زمین میں فساد کی جڑ منافقین ہیں لیکن وہ مانتے نہیں حالانکہ اپنے مفاد کی خاطر جو لوگ رب العالمین کے سامنے جھوٹ بولنے سے نہیں ڈرتے اور ایمان کو چند پیسوں کے عوض بیچ سکتے ہیں ان سے بڑا فسادی کون ہو سکتا ہے۔اس طرح کے شاطر لوگ اپنے مکروہ چہروں کو اصلاح احوال، سیاست، ڈپلومیسی، حکمت عملی، تہذیب، کلچر، ثقافت اور اعلٰی معیار زندگی جیسے لفظوں کے لبادہ میں چھپاتے رہتے ہیں لیکن قرآن کریم نے ان کی اصلیت کھول کر رکھ دی۔اس میں شک نہیں کہ دنیا کے مادی اور روحانی مسائل ان کی منافقت کی وجہ سے ہیں۔**لا تفسدوا فی الارض ٥** زمین میں فساد برپا نہ کرو۔یہ انسانیت کی بقاء کے لیے بہترین فارمولہ ہے جو تمام انسانوں کے لیے عمومی حکم ہے اور ماحولیاتی سائنس دانوں کے لیے بے مثل نعرہ ہے۔یہ اس زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں۔(۱۰)

مفتی احمد یار نعیمی فرماتے ہیں۔

خلاصہ تفسیر: یہاں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ دیکھو یہی لوگ اول درجے کے مفسد ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اول درجے کے بے شعور بھی ہیں ان کو فساد و اصلاح کی تمیز نہ رہی۔دل کے اندھے ہونے سے ظاہری اعضاء بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔(۱۱)

آیت نمبر۳

انما جزائوا الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ و یسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ٥ ذالک لھم جزیٌ فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذابٌ عظیم ٥ (۱) المائدہ ۳۳

ترجمہ: بلاشبہ سزا ان لوگوں کی جو جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی۔ یہ کہ انہیں چن چن کر قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ ان کے پاؤں مختلف طرفوں سے یا جلاوطن کردیئے جائیں یہ تو ان کے لیے رسوائی ہے اس دنیا میں اور ان کے لیے آخرت میں (اس سے بھی) بڑی سزا ہے۔(۲)

مملکت اسلامیہ میں گوشہ گوشہ میں امن قائم کرنے، راستوں کو محفوظ بنانے اور فتنہ وفساد کو جڑ سے کاٹنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم نے دیا ہے۔ جو اس کی خلاف ورزی کرکے قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتا ہے وہ گویا اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ کے خلاف علم بغاوت بلند کررہا ہے اس لیے قرآن کریم نے مملکت اسلامیہ کے کسی باشندے پر خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی دست درازی کرنے کو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرنے سے تعبیر کیا ہے۔

محاربین جن کی سزائیں یہاں بیان کی گئی ہیں وہ کون لوگ ہیں؟ ان کے متعلق فقہائے کرام نے کہا ہے کہ جن میں تین شرطیں پائی جائیں وہ محارب ہیں۔

۱۔ وہ بندوق، تلوار، نیزہ وغیرہ یعنی ہتھیار سے مزین ہو (موجودہ دور میں بم و دیگر آلات دہشتگردی بھی اس میں آتے ہیں)

۲۔ یہ آبادی سے باہر راستہ یا صحرا میں رہزنی وڈاکہ کا ارتکاب کریں لیکن امام شافعی، اوزاعی اور لیث رحمھم اللہ کے نزدیک شہر میں ڈاکہ ڈالنے والے بھی محارب کہلائیں گے اور انھیں سزاؤں کے مستحق ہوں گے۔

۳۔ وہ چھپ کر نہیں بلکہ برملا حملہ آور ہو کر لوٹ مار کریں۔

ایسے لوگوں کے لیے قرآن نے چار سزائیں مقرر کی ہیں۔

۱۔ انہیں قتل کردیا جائے۔ باب تفعیل، تقتیل تشدید اور مبالغہ کے لیے ہے یعنی مقتول کے وارث اگر معاف بھی کر دیں تو بھی انہیں قتل کردیا جائے گا کیونکہ مدعی حکومت ہے جو عوام کی نمائندہ ہے۔ یہ مقتول کے وارثوں کا نجی معاملہ نہیں رہا۔

۲۔ یا انہیں سولی دے دیا جائے۔

۳۔ یا ان کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔

۴۔ یا انہیں قید کر دیا جائے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ ان فقروں کے درمیان او یعنی یا کا کلمہ تخییر کے لیے ہے یعنی امام وقت کو اختیار ہے کہ ان سزاؤں میں سے جو مناسب سمجھے دے۔

وھو قول سعید ابن المسیب و عمر بن عبد العزیز و مالک،نخعی کلھم قال الامام مخیرفی الحکم علی المحاربین وھو مروی عن ابن عباس (قرطبی)

لیکن جمہور علماء کا خیال ہے کہ سزا جرم کے مطابق ہوگی جتنا جرم سنگین ہوگا اتنی ہی سزا سخت ہوگی چنانچہ احناف نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔ اگر انہوں نے قتل کیا تو انہیں قتل کیا جائے اور مقتول کے وارثوں کے بھی بخش دینے سے معاف نہ ہوگا۔ اگر قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا تو انہیں سولی دے دیا جائے گا اور لوگوں کی عبرت پذیری کے لیے شارع عام پر پھانسی دی جائے گی اور ان کی لاشیں لٹکی رہیں اگر انہوں نے قتل نہ کیا ہو صرف مال لوٹا تو ان کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔ اگر انہوں نے نہ قتل کیا نہ مال لوٹا صرف لوگوں کو دہشت زدہ کیا تو پھر انہیں قید کیا جائے (روح المعانی تفسیر ھذا الایہ)۳۔

موجودہ صورت حال میں اگر غور کیا جائے تو امریکی دھشت گرد جس نے دو پاکستانیوں کو قتل کیا اس کی سزا موت ہی بنتی تھی اگر چہ ورثاء اس کو معاف کر دیتے اور سینکڑوں دھشت گرد جنھیں پکڑ کر عدالتیں چھوڑ دیتی ہیں انہیں آخر یہ سزائیں کیوں نہیں دی جاتی۔ پارلیمنٹ اس کے لیے واضح قانون سازی کیوں نہیں کرتی یہ بہت سارے سوالات ہیں جو جنم لیتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ملکی ترقی کے لیے امن بہت ضروری ہے اس کے لیے ضروری ہے راستے اور شاہرائیں پر امن اور محفوظ ہوں۔ ہوائی اڈوں و بندرگاہوں پر امن و سکیورٹی کا مکمل بندوبست ہو۔ ریل کی پٹڑیاں، شہر، مارکیٹیں محفوظ ہوں۔ جب کہ ملک پاکستان کا معاملہ الٹ ہے ہر جگہ غیر محفوظ ہے پھر بھی ہم توقع کرتے ہیں کہ ہم مہذب قوم ہیں۔ ہماری مساجد، عبادت گاہیں اور مزارات اولیاء اور تفریحی پارک تک محفوظ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہر وہ شخص شامل ہے جو ان صفات سے متصف ہو خواہ وہ مسلم ہو یا کافر یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوگا نہ سبب کے خاص ہونے کا۔ اگر کہا جائے محاربون وہ ہیں جو مجتمع ہوتے ہیں ان کے پاس طاقت وقوت بھی ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی جانوں کا قصد کرتے ہیں تو فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر یہ وصف صحراء میں پایا جائے تو یہ لوگ رہزن کہلائیں گے اور اگر دہشت گردی اور قتل وغارت کا یہ عمل شہروں میں پایا جائے تو امام اوزاعی، مالک، لیث بن سعد اور شافعی کا قول ہے کہ وہ قاتل ہونے کے علاوہ رہزن اور ڈاکو بھی

ہیں ان پر بھی یہی حد ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر وہ شہروں میں ہوں تو ان کا گناہ بہت ہی زیادہ ہو جائے گا۔۴

شان نزول: اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ میں حاضر ہو کر اسلام لائے مگر بیمار ہو گئے۔حضورﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جا کر صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو انہوں نے ایسا ہی کیا تو تندرست ہو گئے مگر ایسی پھٹکار پڑی کی پندرہ اونٹ لے کر بھاگ گئے۔حضورﷺ نے ان کے پیچھے حضرت یسارؓ کو بھیجا کہ انہیں پکڑ لائیں مگر ان بدنصیبوں نے انہیں ہاتھ پاؤں کاٹ کر شہید کر دیا۔پھر یہ سب گرفتار کر لیے گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۵)

اب سمجھیئے کہ جن جرائم کی کوئی سزا قرآن وسنت نے متعین نہیں کی بلکہ حکام کی صواب دید پر چھوڑا ان سزاؤں کو تعزیرات کہتے ہیں جن جرائم کی سزائیں قرآن نے مقرر کر دی وہ دو قسم پر ہیں۔ایک وہ جن پر حقوق اللہ کو غالب قرار دیا گیا ان کی سزا کو حد کہا جاتا ہے جن کی جمع حدود ہے۔دوسرے وہ جن میں حق العباد کو از روئے شرع غالب مانا گیا ہے اس کی سزا کو قصاص کہا جاتا ہے جن جرائم کی سزا مقرر نہیں کی انہیں تعزیرات کہتے ہیں۔(۶)

اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ قتل وصلب وغیرہ قصاص کے طور پر نہیں کہ اولیاء مقتول کو معاف کر دیں تو معاف ہو جائے گا بلکہ یہاں حد شرعی بحیثیت حق اللہ کے نافذ کی گئی ہے جن لوگوں کو نقصان پہنچا ہے وہ معاف بھی کر دیں تو یہ معاف نہیں ہوتا۔(۷)

حکمت اس استثناء کی یہ ہے کہ ایک طرف ڈاکوؤں کی سزا میں شدت اختیار کی گئی ہے کو پوری جماعت میں سے کسی ایک سے بھی جرم صادر ہو تو سزا پوری جماعت کو دی جائے لیکن اگر توبہ کر لیں تو سزا دنیا میں ہی معاف ہو جائے گی۔(۸)

زمین سے مراد یہاں وہ ملک یا علاقہ ہے جس میں امن وانتظام کی ذمہ داری حکومت نے اٹھا رکھی ہے۔خدا اور رسولﷺ سے لڑنے کا مطلب اس نظام کی مٹانا ہے جو اسلامی حکومت نے ملک میں قائم کر رکھا ہے۔ایک ایسا نظام صالح جو ہر چیز کو امن بخشے۔(۹)

اس نظام کو الٹنا دراصل خدا اور رسول سے جنگ ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے تعزیرات ہند میں ہر اس شخص کو جو برطانوی حکومت کو تختہ الٹنے کی بات کرے بادشاہ کے خلاف لڑائی waging war against the king کا مجرم قرار دیا گیا۔(۱۰)

یہ مختلف سزائیں بر سبیل اجمال بیان کر دی گئی ہیں تا کہ قاضی یا امام وقت مجرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے سکے۔(۱۱)

خلاصہ یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں مختلف طریقے سے مجرم کو سزا کا حکم ہے لیکن جو لوگ دہشت گردی میں ملوث

ہیں، جو مساجد میں خودکش دھماکے کرتے ہیں، بازاروں میں بم دھماکے کرتے ہیں تو کئی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ معصوم بچے بچیاں، عورتیں، بوڑھے، مریض اور اپاہج وغیرہ ناحق مارے جاتے ہیں۔ یہ دھماکہ کرنے والا اگر زندہ بچ جائے تو واجب القتل ہے اس کو ایسی جگہ قتل کرنا چاہیے جو جائے عبرت ہو اس کی لاش کو چوک میں لٹکانا چاہیے تاکہ اس قسم کا ذہن رکھنے والے افراد توبہ کرلیں۔

امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

اس آیت کا تقاضا ہے کہ جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان کو یہ سزائیں دی جائیں خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں نازل ہوئی لیکن اہل علم سے مخفی نہیں کہ اعتبار عمومہ الفاظ کا ہوتا ہے خصوصیت مورد کا نہیں۔ (۱۲)

علامہ غلام رسول سعیدی بحوالہ علامہ قدام الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھجری لکھتے ہیں اگر ڈاکوؤں نے پکڑے جانے سے قبل توبہ کرلی تو ان سے اللہ کی حدود ساقط ہو جائیں گی لیکن اگر انہوں نے کسی کو قتل کیا یا زخمی کیا یا مال لوٹا تو ان سے بدلہ لیا جائے گا ماسوا اس کے کہ صاحب حق اس کو معاف کردے۔ (۱۳)

خلاصہ: اس وقت دہشت گردی کی جو صورت حال درپیش ہے اس کا خاتمہ ایسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کے لیے خصوصی کورٹ بنائے جائیں۔ ایسے شخص کو جو ان کارروائیوں میں مبتلا ہو فوری سزا دی جائے اور ریاست انہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔ ایک آدمی جس نے ناحق کسی باشندہ ریاست کا قتل کیا اسے اس سرزمین پر بغیر سزا کے رہنے کا کیا حق ہے؟ دہشت گردی کا مسئلہ اسی وجہ سے بڑھا ہے کہ مجرمین کو قرار واقعی سزائیں نہ دی گئیں۔ ہمارے سفارشی کلچر نے فساد فی الارض کو تحفظ دیا جس کی وجہ سے ہم اس حال میں پہنچ گئے ہیں۔

آیت نمبر ۴

ومن یقتل مومناً متعمداً فجزآء ہ جهنم خالداً فیها و غضب الله علیه ہ لعنه واعدله عذاباً عظیما ہ النساء . (۱)

ترجمہ: جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضب ناک ہوگا اللہ اس پر اور اپنی رحمت سے دور کردے گا اسے اور تیار کر رکھا ہے اس نے اس کے لیے عذاب عظیم۔ (۲)

یہ حکم قتل عمد کے بارے میں ہے قرآن حکیم اور ارشادات نبویہ اس جرم کے عظیم ترین ہونے کے شاھد ہیں۔ قرآن کریم کی یہی آیت انسان غور سے پڑھے اور اس میں قاتل کی جو سزائیں بیان کی گئی ہے اس پر نگاہ ڈالے

تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ قتل المومن اعظم عنداللہ زوال الدنیا۔یعنی دنیا کے فنا ہونے سے بھی بے گناہ مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک شدید ترین ہے۔معتزلہ کے نزدیک قتل عمد کی توبہ قابل قبول نہیں لیکن اہل سنت کے نزدیک سچے دل سے توبہ قبول ہو جاتی ہے(یعنی دیت ادا کرنے سے ورثاء کے معاف کرنے کے بعد) یہ وعیدان کے لیے ہے جو توبہ نہیں کرتے۔حضرت ابن عباسؓ سے قتل عمد کی جو تفسیر منقول ہے اس کے پیش نظر تو یہ الجھن پیدا ہی نہیں ہوتی آپ نے فرمایا متعمداًمستحلاً مقتل ٥ یعنی جو دانستہ مسلمانوں کے قتل کو حلال سمجھتے ہوئے قتل کرتا ہے اس کی یہ سزا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.(۳)

حضورﷺ نے مسلمانوں کا خون بہانے،انہیں قتل کرنے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کو نہ صرف کفر قرار دیا بلکہ اسلام سے واپس کفر کر طرف پلٹ جانا قرار دیا۔اصطلاح شرع دین میں اسے ارتداد کہتے ہیں۔(۴)

لاترتدو ابعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض. البخاری ۲۲۶۸ . (۵)

ترجمہ:تم میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنے کے سبب کفر کی طرف نہ لوٹ جانا۔(۶)

حافظ ابن کثیر اس آیت من یقتل مومناً متعمداً کی تفسیر میں قتل عمد کو گناہ عظیم اور معصیت کبریٰ قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ناحق کسی مسلمان کو قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرک جیسے عظیم ظلم کے ساتھ ملا کر بیان کیا۔اس قتل عمد پر گناہ عظیم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے یہ شدید دھمکی ہے اور مؤثر وعید ہے کہ قتل عمد اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک جیسے گناہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا۔(۷)

واضح حدیث پاک ہے کہ جو فتنہ وفساد کریں،کسی مسلمان پر اسلحہ اٹھائیں،اس کو قتل کریں تو وہ کفر کے مرتکب ہیں اس اعتبار سے یہ دہشت گرد تو بے حساب جانیں ناحق قتل کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہی ہوگا۔(۷)

قتل عمد کی تعریف:

قتل عمد وہ قتل ہے جس میں جان نکالنے کے لیے ہتھیار سے ضرب لگائی جائے اور جان غیر محسوس ہے اور وہ جان نکالنے کے لیے ایسے ہتھیار کو استعمال کرے گا جو زخم ڈالنے والا ہو اور بدن کے ظاہر و باطن میں مؤثر ہو۔(۸)

امام ابوحنیفہ کے مطابق جس قتل کو ہتھیار یا ہتھیار کے قائم مقام کے ساتھ قتل کیا جائے وہ قتل عمد ہے مثلاً بانس کی لاٹھی کے ٹکڑے یا ایسی دھار والی چیز کے ساتھ قتل کر دے جو ہتھیار کا کام کرتی ہو یا آگ سے جلا دے۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ تمام قتل عمد کی صورتیں ہیں اور ان میں قصاص واجب ہے ہمارے علم کے مطابق ان صورتوں کے قتل عمد کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں۔(۹)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تلوار ہو،پتھر ہو،کوئی دھار والی چیز ہو اس سے قتل کرنا عمد ہے۔بندوق،کاشنکوف،

پستول وغیرہ بھی اسی میں داخل ہیں۔(۱۰)

عمد جو ظاہراً قصد سے ایسے آلے کے ساتھ قتل کرے جو آہنی یا تفریق اجزاء میں آہنی آلہ کی طرح ہو دھار والا بانس یا دھار وال پتھر وغیرہ۔

المختصر مومن کا قتل خواہ تیز دھار آلہ سے ہو یا خودکش دھماکے سے۔ بہرصورت اس کا ارتکاب کرنے والا جہنمی ہے۔

یہ آیت مقیس بن جنادہ کے حق میں نازل ہوئی اس کے بھائی قبیلہ بنی نجار میں مقتول پائے گئے اور قاتل نامعلوم تھا۔ بنی نجار نے بحکم رسول ﷺ دیت ادا کردی اس کے بعد مقیس نے باغوائے شیطان ایک مسلمان کو بے خبری میں قتل کرڈالا اور دیت کے اونٹ لے کر مکہ سے چلتا ہو گیا اور مرتد ہو گیا یہ پہلا شخص تھا جو دین سے مرتد ہوا۔(۱۱)

وعن ابی هریرة من اعان علی قتل مسلم ولو بشطر کلمةلعتی الله وهو مکتوب بین عیینه ائس من رحمة الله.رواة ابن ماجه

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ جس نے کسی مسلمان کے قتل میں مدد کی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیا جاتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس۔ ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا۔(۱۲)

خلاصہ: اس بات میں شک نہیں جو شخص خودکش دھماکے کا ذہن بناتا ہے یا کہیں کوئی بم دھماکہ کرنا چاہتا ہے تو وہ مسلمانوں کے قتل عمد کا ارادہ کرتا ہے وہ یہ عمل نیتاً کرتا ہے اس کو یا تو مالی لالچ دی جاتی ہے یا کوئی مذہبی انتہا پسند اس کو غلط بریفنگ سے انسانیت کے قتل پر امادہ کرتا ہے اور دین کی غلط تشریح کر کے اس کو اپنے فریب سے جنت کا لالچ دیتا ہے حالانکہ وہ اس کو جہنم بھیج رہا ہے۔

آیت نمبر۵

ان الذین فتنوا المو منین والمومنٰت ثم لم یتوبوافلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحریق ٥ البروج پارہ ۳۰ آیت ۱۰(۱)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے ایذا دی مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی ان کے لیے جھنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔(۲)

جو ظالم اپنی طاقت کے نشہ میں اللہ تعالیٰ کے بندوں اور اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اذیت پہنچاتے ہیں پھر اپنی ان غیر انسانی حرکتوں سے تائب بھی نہیں ہوتے وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی یہ خودسری گوارا کر لی جائے گی، قدرت کا قانون مکافات ان کے معاملہ میں بے اثر ہو کر رہ جائے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا انہیں دردناک سزا ملے گی اور جلانے کا جو عذاب

انہوں نے مقبولان خدا کے لیے تجویز کیا تھا بعینہ اس قسم کے عذاب میں انہیں مبتلا کیا جائے گا اگر چہ دونوں آگوں کی نوعیت میں بعد المشرقین ہوگا۔(۳)

ابن کثیر نے بحوالہ ابن ابی حاتم نقل کیا ہے آگ کی خندق کا واقعہ دنیا میں ایک نہیں ہوا بلکہ مختلف ملکوں اور زمانوں میں ہوئے ہیں۔ پھر ابن حاتم نے ان واقعات میں سے تین کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا کہ ایک خندق یمن میں تھی جسکا واقعہ آنحضرت ﷺ سے ستر سال پہلے پیش آیا۔ دوسری خندق شام اور تیسری خندق فارس میں تھی۔ قرآن کریم میں جس خندق کا ذکر آیا ہے یہ نجران ملک یمن کی خندق تھی کیونکہ یہی ملک عرب میں تھی۔(۴)

ان الذین فتنو المومنین یہ ان ظالموں کی سزا کا بیان ہے جنھوں نے مسلمانوں کو صرف ان کے ایمان کے باعث آگ کی خندق میں ڈال کر جلایا تھا اور سزا میں دو باتیں ارشاد فرمائیں فلھم عذاب جھنم یعنی ان کے لیے آخرت میں جھنم کا عذاب ہے دوسری ولھم عذاب الحریق یعنی ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے ہوسکتا ہے کہ دوسرا جملہ پہلے ہی جملے کی تاکید ہو اور معنی یہ ہو کہ جھنم میں جا کر اس کو ہمیشہ آگ میں جلتے رہنے کا عذاب ملے گا۔(۵)

حضرت ابن عباسؓ اور مقاتل نے فرمایا فتنوا المومنین کا مطلب ہے (ان فتنہ پردازوں نے) انہیں (مومنین کو) آگ میں ڈالا۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔

و قال ابن عباس ومقاتل: (فتنوا المومنین) حرقوھم بالنار. (٦)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

ان کلا العذابین یحصلان فی الاخرۃ الا ان عذاب جھنم و ھو العذاب الحاصل بسبب کفرھم، و عذاب الحریق ھو العذاب الزائد علی عذاب الکفر بسبب انھم احرقوا المومنین. (٧)

ترجمہ: بے شک دونوں عذاب عذاب جھنم اور عذاب الحریق کفر پر وہ زائد عذاب ہوگا جو انہیں مسلمانوں کے جلانے کے سبب سے ملے گا۔

اسکی تفسیر میں صاحب جلالین رقمطراز ہیں۔

(ان الذین فتنو المومنین و المومنت) بالاحراق (ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم) بکفر ھم (ولھم عذاب الحریق) ای عذاب احرامتھم المومنین فی الاخرۃ. (٨)

ترجمہ: یعنی وہ لوگ جنھوں نے مردوں اور عورتوں کو آگ میں جلا کر عذاب میں ڈالا پھر توبہ بھی نہ کی انکے لیے جھنم کا عذاب ہے ان کے کفر کے سبب اور مومنوں کو جلانے کے۔ آخرت میں انہیں

جلایا جائے گا۔

نوٹ: چونکہ اصل مسئلہ دہشت گردی ہے اور دہشت گرد بم دھماکوں سے انسانیت کو جلاتے ہیں۔ کیمیائی مواد استعمال کر کے انسانیت کو ایسی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں کہ ہڈیاں اور گوشت الگ الگ ہو جاتا ہے وہ ہسپتال، تعلیمی ادارے اور مساجد کوئی جگہ بھی نہیں چھوڑتے۔

اگر عام حالت میں مسلمان پر ظلم کرنے والے کو عذاب ہوگا تو یہ تو مساجد میں دھماکے کرتے ہیں جو جائے امن ہے یہ بدرجہ اولیٰ اس عذاب کے مستحق ہیں۔

حضورﷺ نے ایسے لوگوں کے لیے ارشاد فرمایا۔

لیس منی دو حسد ولا نمیمة ولا کھانة ولا انا منه ..رسول اللهﷺ هذه الایه(والذین یوذون المومنین و المومنت بغیر ما کستبوا فقد ا حتملوا بھتاناً و اثما مبینا ٥ (٩)

ترجمہ: حسد کرنے والا، چغلی کھانے والا اور کہانت والا مجھ سے نہیں (یعنی میری امت سے نہیں) نہ میں اس سے ہوں پھر حضورﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو اذیت دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی خطا کی ہو بیشک انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر لے لیا ہے۔ قرآن کی یہ آیت سورۃ الاحزاب کی ۵۸ نمبر آیت ہے۔

دوسری حدیث: من قتل مومناً فاعتبط بقتله لم یقبل الله منه صرفاً و عدلاً. (١٠)

ترجمہ:۔ جس شخص نے کسی مومن کو ناحق قتل کیا اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں کرے گا۔

نوٹ: ایسے لوگوں کے کافر اور جہنمی ہونے کے حق میں بہت سارے اقوال و دلائل ہیں ان کے دفاع میں ایک بھی دلیل نہیں ملتی اس لیے یہ ناسور ہیں۔ اسلام تو دین امن و سلامتی ہے۔ اسلام کا ایسے لوگوں سے بھلا کیا تعلق۔

عبادت و ریاضت اور قتل و غارت گری کو ساتھ ساتھ چلانے والے اور انسانی حرمت و تقدس کو پامال کر کے اپنے اعمال و عبادات کو ذریعہ نجات سمجھنے والے ایسے انتہا پسندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف ان کی عبادات رد کر دی جائے گی بلکہ ان کے لیے **فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق** (تو ان کے لیے عذاب جہنم اور ان کے لیے بالخصوص آگ میں جلنے کا عذاب ہے) کی دردناک وعید بھی ہے۔(١١)

مندرجہ بالا آیات کے حوالے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے انسانوں کو انسانیت، پیار و محبت اور امن و سلامتی کا درس دیا ہے اور اس کی خلاف ورزی کر کے لوگوں کو دہشت زدہ کرنا اور لوٹ مار کرنا اور قتل و غارت کرنا قابلِ حد و تعزیر جرم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس دور کی دہشت گردی اور دہشت گردوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

حوالہ جات (آیات ۱،۲)

۱۔القرآن (سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۱،۱۲)

۲۔ترجمہ جمال القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور ۱۰ جون ۲۰۰۲

۳۔تفسر ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۵، ۳۶ ضیاء القرآن پبلشرز لاہور رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

۴۔تفسیر تبیان القرآن جلد ۱ ص ۳۰۶، ۳۰۷ ناشر فرید بک سٹال لاہور طباعت ۱۹۹۷

۵۔تفسیر نور العرفان از مفتی احمد یار نعیمی۔ ص ۴ ناشر پیر بھائی کمپنی ۴۰ اردو بازار لاہور

۶۔دہشت گردی اور فتنہ خوارج از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ص ۳۶ ناشر منہاج القرآن لاہور سن طباعت اپریل ۲۰۱۰

۷۔تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع جلد ۱ ص ۱۲۵ ناشر دار المعارف کراچی ۲۰۱۳

۸۔تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع جلد ۱ ص ۱۲۹ ناشر دار المعارف کراچی ۲۰۱۳

۹۔تفسیر روح المعانی از علامہ سید محمود الوسی جلد ۱ ص ۱۵۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان

۱۰۔کتاب زندگی (قران حکیم کی سائنسی تفسیر از سلطان بشیر محمود) ستارہ امتیاز جلد ۱ ص ۵۲ ناشر القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن سی۔۶۰ ناظم الدین روڈ ایف ۴/۸ اسلام آباد

۱۱۔تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار نعیمی جلد ۱ ص ۱۶۲ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور سن طباعت ۱۹۷۳

حوالہ جات آیت نمبر ۳

۱۔سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳۳

۲۔ترجمہ جمال القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازہری

۳۔تفسیر ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۴۶۴، ۴۶۵

۴۔دہشت گردی اور فتنہ خوارج از شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری ص ۱۱۳

۵۔تفسیر نور العرفان از مفتی احمد یار نعیمی ص ۱۷۹

۶۔تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع جلد سوم ص ۱۱۹ ناشر ادارہ المعارف کراچی سن طباعت مارچ 2012

۷۔۔تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع جلد سوم ص ۱۲۰ ناشر ادارہ المعارف کراچی سن طباعت مارچ 2012

۸۔۔تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع جلد سوم ص ۱۲۳ ناشر ادارہ المعارف کراچی سن طباعت مارچ 2012

۹۔تفہیم القرآن از مولانا مودودی جلد ۱ ص ۴۶۵ ناشر ترجمان القرآن رحمان مارکیٹ لاہور

۱۰۔تفہیم القرآن از مولانا مودودی جلد ۱ ص ۴۶۵ ناشر ترجمان القرآن رحمان مارکیٹ لاہور

۱۱۔تفہیم القرآن از مولانا مودودی جلد ۱ ص ۴۶۵ ناشر ترجمان القرآن رحمان مارکیٹ لاہور

۱۲۔تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی جلد سوم ص ۳۹۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت سن طباعت ۱۳۹۸ ہجری

۱۳۔تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، علامہ، شیخ الحدیث جلد سوم ص ۱۶۹ ناشر فرید بک سٹال لاہور سن طباعت ۲۰۰۰

حوالہ جات آیت نمبر۴

۱۔القرآن سورۃ النساء، آیت نمبر۹۳، پارہ ۵

۲۔ترجمہ جمال القرآن از پیر محمد کرم شاہ الازہری

۳۔تفسیر ضیاء القرآن، جلد ا، ص ۳۷۸

۴۔دہشت گردی اور فتنہ خوارج از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۱۱۴

۵۔بخاری الصحیح، کتاب الفتن، رقم الحدیث ۶۶۶۸

۶۔ابن کثیر، جلد ا، ص ۵۳۵

۷۔المبسوط سرخسی، محمد بن احمد، شمس العلماء، حنفی، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، مصر

۸۔احکام القرآن از احمد بن علی رازی، امام ابوبکر حصاص، جلد ۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ سہیل اکیڈی، لاہور سن طباعت ۱۴۰۰ ہجری

۹۔تفسیر تبیان القرآن، جلد ۲، ص ۶۳۷

۱۰۔تفسیر معارف القرآن، جلد ۲، ص ۶۳۷

۱۱۔خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از محمد نعیم الدین، صدر الافاضل، سید، ص ۱۶۹، ناشر ضیاء القرآن، لاہور

۱۲۔تفسیر مظہری از محمد ثناء اللہ، القاضی ادارہ اشاعت العلوم، دہلی جلد دوم، ص ۳۸۸

حوالہ جات آیت نمبر۵

۱۔سورۃ البروج آیت نمبر۱۰

۲۔ترجمہ جمال القران از پیر محمد کرم شاہ الازہری

۳۔تفسیر ضیاء القران جلد ۵ ص ۵۳۲

۴۔تفسیر ابن کثیر جلد آخر تفسیر سورۃ البروج

۵۔تفسیر معارف القران جلد ہشتم ص ۷۱۴

۶۔تفسیر الکبیر، رازی ۳۱ ص ۱۱۱

۷۔تفسیر الکبیر، رازی ۳۱ ص ۱۱۱

۸۔تفسیر الجلالین ا ص ۸۰۱

۹۔ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر ۲۱: ۳۳۴

۱۰۔ابوداود، السنن، کتاب الفتن والملاحم باب نعظم قتل المومن رقم الحدیث ۴۲۷۰

۱۱۔دہشت گردی اور فتنہ خوارج از شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری، ص ۱۲۳